Regd No L 5254
بسم اللہ الرحمن الرحیم
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۲/۸ | ۲۲ شہادت ۱۳۳۳ ہش - ۲۲ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۲

لاہور میں شاہ سعود کی مصروفیات

لاہور ۲۱ اپریل شاہ سعود نے کہا ہے کہ سعودی عرب کے عوام پاکستانی حاجیوں کو ہر ممکن سہولت دینے کے لئے تیار ہیں۔ آج لاہور کے شہریوں نے شاہ کو شالامار باغ میں ایک دعوت دی۔ جس میں آپ کو ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے شاہ نے کہا کہ سعودی عرب حجاج کو سہولتیں پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ شاہ نے آج لاہور چھاؤنی میں مختلف فوجی یونٹوں کا معائنہ کیا۔ آپ کل کراچی واپس جا رہے ہیں:

فسادات پنجاب کی اصل ذمہ داری آل مسلم پارٹیز کنونشن مجلس عمل اور مجلس احرار پر عائد ہوتی ہے

جماعت احمدیہ پر براہ راست ذمہ داری عائد نہیں ہوتی احمدیوں کے خلاف مطالبات کسی تامل کے بغیر مسترد کئے جانے کے لائق تھے

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

لاہور ۲۱ اپریل۔ آج لاہور کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ شائع کر دی گئی۔ یہ رپورٹ تین سو ستاسی صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس کے آخر میں تحقیقاتی عدالت کے صدر آنریبل جسٹس محمد منیر اور ممبر جسٹس ایم۔ آر کیانی نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ کس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ ہمیں پورا یقین ہے۔ کہ اگر احرار کی جنہوں نے احمدیوں کے خلاف تحریک شروع کی کارروائی کو محض امن و امان کا سوال بنایا جاتا۔ اور اسے سیاسی رنگ نہ دیا جاتا۔ تو اس ایجی ٹیشن سے صرف ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس ہی آسانی سے عہدہ برآ ہو سکتا تھا۔

آنریبل ججان نے لکھا ہے۔ کہ مرکزی حکومت بار بار صوبائی حکومت کو لکھ رہی تھی۔ کہ جارحانہ فرقہ پرستی کو سختی سے کچل دیا جائے۔ لیکن ادھر صوبائی حکومت اس انتظار میں تھی۔ کہ مطالبات کے بارہ میں مرکز کی طرف سے کیا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں اس کے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ صوبائی حکومت اچھی طرح جانتی تھی۔ کہ یہ مطالبات کسی صورت میں بھی تسلیم نہیں کئے جا سکتے تھے اور اگر مرکزی حکومت نے ان کے بارہ میں کوئی فیصلہ بھی کیا۔ تو وہ ان کے استرداد کی صورت میں ہی ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود صوبائی حکومت نے اس ایجی ٹیشن کو کچلنے کے لئے کوئی قدم نہ اٹھایا۔ ادھر مرکزی حکومت جس کے سربراہ خواجہ ناظم الدین تھے۔ صاف صاف الفاظ میں یہ کہنا نہیں چاہتی تھی۔ کہ مطالبات قبول نہیں کئے جا سکتے۔ کیونکہ خواجہ ناظم الدین کا خیال تھا۔ کہ اس طرح ان کا براہ راست علماء سے تصادم ہو جائیگا جن کا خواجہ ناظم الدین پر بہت اثر تھا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ ہمارا یہ خیال ہے۔ یہ مطالبات کسی تامل کے بغیر مسترد کئے جا سکتے تھے۔ اس طرح نہ امن و امان کو خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ نہ عوام کے جذبات کو ٹھیس لگتی۔ تحریک پر شروع میں پابندی عائد کرنے سے صورت حال بہت سدھر سکتی تھی۔ لیکن ۱۴ جولائی ۱۹۵۲ء کے بعد احرار اور علماء نے جو کچھ کیا یا کہا اس سے صورت حال ابتر ہوتی چلی گئی۔ صورت حال کی خرابی کا ایک باعث یہ بھی ہوا تھا۔ کہ میاں ممتاز دولتانہ نے کھلم کھلا کہنا شروع کر دیا۔ کہ احمدی غیر مسلم ہیں۔ نیز ڈائرکٹر محکمہ تعلقات عامہ نے اس تحریک کو ہوا دینے کیلئے بعض اخبارات کی حوصلہ افزائی کی۔ مسٹر دولتانہ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ ان اخبارات میں کیا کچھ لکھا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود حکومت پنجاب نے ان اخبارات کو گرانقدر معاوضہ ادا کیا۔ حالانکہ حکومت جانتی تھی۔ کہ یہ اخبار کبھی خریدے نہیں گئے۔ چار اخباروں کو یہ امداد حکومت کی اس پرانی پالیسی کے ماتحت دی جا رہی تھی۔ کہ وہ حکومت کی حمایت کریں گے لیکن ان اخباروں سے ایجی ٹیشن کو ہوا دینے کے باوجود جولائی ۱۹۵۲ء میں پھر نیا معاہدہ کر لیا گیا۔

صوبائی اور مرکزی دونوں حکومتوں نے اس تحریک کو سنگین معاملہ نہ سمجھا۔ مرکزی حکومت سمجھتی تھی۔ کہ کوئی نہ کوئی خوشگوار بات طے پا جائے گی۔ صوبائی حکومت یہ سمجھتی تھی۔ کہ تحریک کا رخ پنجاب سے کراچی کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ آخر میں جب الٹی میٹم مسترد کر دیا گیا تو اب معلوم ہوتا تھا۔ کہ تھیٹر کا تماشا ہو رہا ہے۔ جہاں جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ اور تماشائیوں کی کثیر تعداد دلچسپی سے اس منظر کو دیکھ رہی ہے۔ اور نعرے لگا رہی ہے۔

ذمہ داری کے سوال پر رپورٹ میں لکھا گیا ہے۔ کہ ان فسادات کی اصل ذمہ داری آل پارٹیز مسلم کنونشن کراچی اور آل پاکستان مسلم کنونشن لاہور کے ممبروں اور ان گنت مذہبی جماعتوں پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے مجلس عمل میں اپنے نمائندے بھیجے۔ مجلس عمل کے ممبر اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ اگر مطالبات مسترد کر دیئے گئے۔ اور ڈائرکٹ ایکشن کی دھمکی کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ تو بڑے پیمانہ پر فسادات اور سنگین صورت حال رونما ہو جائیگی۔ لوٹ مار اور قتل و غارت کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ چونکہ یہ سب کچھ حسب توقع وقوع میں آ گیا۔ اس لئے ان فسادات کے اصل ذمہ دار مجلس عمل کے ممبر ہی ہیں۔ تعلیمات اسلامیہ بورڈ کے ممبروں کے متعلق رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ کہ عدالت کو حیرت ہے۔ کہ اس بورڈ کے ممبر جو سرکاری ملازم تھے۔ ایسی تحریک میں کس طرح شریک ہو سکتے تھے۔ جو بغاوت سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اگر انہیں قادیانی مسئلہ پر اس قدر بے چینی تھی۔ تو ان کے لئے ضروری تھا۔ کہ وہ بورڈ کی رکنیت سے استعفیٰ دیدیتے۔

جماعت اسلامی کے متعلق رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ کہ اگرچہ یہ جماعت ڈائرکٹ ایکشن کے پروگرام کو مناسب نہ سمجھتی تھی۔ لیکن اس کا یہ خیال تھا۔ کہ اگر اس نے اپنے خیالات ایمانداری سے عوام کے سامنے پیش کر دیئے۔ تو وہ عوام میں غیر مقبول ہو جائیگی۔ نیز شہادتوں سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس تحریک میں جماعت اسلامی نے بھی حصہ لیا۔ احرار کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ ان فسادات کی براہ راست ذمہ داری انہی پر عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے ہی شہری بغاوت کا انتظام کیا۔ مختلف کنونشنوں میں بھی انہی کا غلبہ تھا۔ گرفتاریوں جیل جانے میں بھی یہی پیش پیش تھے۔

جماعت احمدیہ کے متعلق عدالت کی رائے یہ ہے۔ کہ اس پر فسادات کی براہ راست ذمہ داری عاید نہیں ہوتی — مسلم لیگ کے متعلق آنریبل ججان نے لکھا ہے۔ کہ اس نے اس تحریک کے لئے چندہ جمع کرنے اور رضاکاروں کی بھرتی میں عملی حصہ لیا۔ کئی مسلم لیگی ڈکٹیٹر منتخب کئے گئے۔ مسلم لیگی لیڈر تحریک شروع ہوتے ہی تحریک میں شامل ہو گئے۔ لیکن صوبائی لیگ چپ چاپ اس کارروائی کو دیکھتی رہی۔ اور اس نے اس کی روک تھام کے لئے کوئی کارروائی نہ کی۔

فسادات کی روک تھام کے لئے سول حکام نے جو طریقے اختیار کئے تھے۔ عدالت نے ان کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنے اوپر اس سے زیادہ ذمہ داری لے لی۔ جتنی اسے لینی چاہیئے تھی۔ مارشل لاء کا ذکر کرتے ہوئے عدالت نے لکھا ہے۔ کہ مارشل لاء کے بعد فوج نے نظم و نسق پر چھ گھنٹے کے اندر اندر قابو پا لیا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ اس کے پاس گولی چلانے کے زیادہ اختیارات تھے۔ اسے کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہونا پڑتا تھا۔ اسلحہ بھی فوج کے پاس پولیس سے زیادہ تھا۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے۔ کہ مندرجہ ذیل پانچ اسباب کی بناء پر مارشل لاء عمل میں لایا گیا۔ (۱) شہری نظم و نسق بالکل ختم ہو چکا تھا۔ جس کے نتیجہ میں حکومت پنجاب کو یہ اعلان کرنا پڑا۔ کہ مطالبات تسلیم کر لئے جائیں گے (۲) ہنگاموں کی شدت جو آخر مارشل لاء پر منتج ہوئے۔ (۳) ایک جزوی سبب یہ بھی تھا۔ کہ عوام کے دلوں میں یہ راسخ کر دیا گیا تھا۔ کہ احمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو گھٹا رہے ہیں۔ (۴) لیڈروں کو اس تحریک کے نتائج کا احساس نہیں تھا۔ اگر کسی کو ہوا بھی تو وہ عوام کو آگاہ کرنے کے لئے قطعی تیار نہیں تھا۔ (۵) مطالبات ایسی صورت میں پیش کئے گئے۔ کہ کوئی بھی حتیٰ کہ مرکزی حکومت بھی ان کے استرداد کی جرأت نہ کر سکتی تھی۔

مسٹر دولتانہ نے ۶ مارچ کو جو بیان دیا تھا۔ اس کے متعلق عدالت نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ یہ بیان جاری کر کے وہ عوام میں مقبولیت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہ کیا۔ کہ اس بیان سے کس قدر پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔ اور مرکزی حکومت کو کس طرح پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انصاف پریس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا:

کلام النبی صلے اللہ علیہ وسلم

جس شخص نے عمدگی سے وضو کیا اس کی خطائیں جسم سے نکل جاتی ہیں

عن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ (صحیح مسلم)

ترجمہ۔ حضرت عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اسے عمدگی سے کیا۔ تو اس کی خطائیں اس کے جسم سے نکل جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں سے نکل جاتی ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دنیا دار الابتلاء ہے

"یہ دنیا کیلئے ایک قسم کی دار الابتلا ہے۔ وہی اچھا ہے جو ہر ایک امر خفیہ رکھے۔ اور ریا سے بچے۔ وہ لوگ جن کے اعمال للہی ہوتے ہیں۔ وہ کسی پر اپنے اعمال کو ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ یہی لوگ متقی ہوتے ہیں۔

میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے کہ ایک مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا کہ اسکو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے کوئی اس کی مدد کرے۔ ایک نے صالح سمجھ کر اس کو ایک ہزار روپیہ دیا۔ انہوں نے روپیہ لے کر اس کی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔ اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا۔ کہ جب یہاں ہی تعریف ہوگئی۔ تو شائد ثواب آخرت سے محرومی ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور کہا کہ وہ روپیہ اس کی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا۔ جس پر ہر ایک نے لعنت کی۔ اور کہا کہ جھوٹا ہے۔ اصل میں یہ روپیہ دینا نہیں چاہتا۔ جب شام کے وقت بزرگ گھر گیا۔ تو وہ شخص ہزار روپیہ اسکے پاس لایا اور کہا کہ آپ نے برسرعام میری تعریف کر کے مجھے محروم ثواب آخرت کیا۔ اس لئے میں نے یہ بہانہ کیا۔ اب یہ روپیہ آپ کا ہے۔ لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں۔ بزرگ رو پڑا اور کہا کہ اب تو قیامت تک مورد لعن وطعن ہوا۔ کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔ اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے۔

(ملفوظات)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ارشاد فرمودہ

جماعت احمدیہ کے لئے نئے سال کا پروگرام

(۱) ہر تعلیم یافتہ مرد اور ہر تعلیم یافتہ عورت جماعت کے کسی ایک مرد یا عورت کو جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتے معمولی لکھنا پڑھنا سکھا دے۔"

(۲) "جماعت کا ہر فرد چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد تحریک جدید میں حصہ لے.... جماعت کا کوئی فرد تحریک جدید سے باہر نہ رہ جائے۔"

(۳) "ہر احمدی زمیندار جو فصل عام طور پر کاشت کرتا ہے وہ اس کا ۱/۴ فیصدی زیادہ بوئے۔ اور اس کی آمدنی تحریک جدید میں دے۔"

(۴) "ہر احمدی اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ زائد کام کرے اور اس سے جو آمد ہو وہ اشاعت اسلام کے لئے دے"

"یہ پروگرام میں نے جماعت کے لئے تجویز کیا ہے... سلسلہ کے مبلغ جس جگہ جائیں وہ لوگوں کو اس کی ترغیب دلائیں اور لوگوں کے سو فیصدی اس پروگرام پر عمل کرانے کی کوشش کریں اور جماعت کے سیکرٹریان اور پریذیڈنٹ صاحبان ذمہ دار کارکنوں سے کام لیں۔ اور جماعت کے تمام افراد سے اس پر عمل کرائیں۔

میرے بچہ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

اور

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اظہار ہمدردی

از مکرم عبد الباری صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ

۱۱ اپریل ۱۹۵۴ء کی شام کے پانچ بجے جبکہ میں ایک دوست کو ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر الوداع کہنے کے لئے پہنچا ہوا تھا مجھے یہ اچانک اطلاع ملی کہ میرا بچہ عبد المالک بعمر ایک سال چار ماہ سخت خطرہ کی حالت میں ہے۔ میری اہلیہ بچہ سمیت برادرم چوہدری شبیر احمد صاحب کے ہاں ملنے گئی ہوئی تھیں۔ چنانچہ میں فوراً برادرم کے گھر پہنچا۔ بچے کی حالت اس قدر خطرناک اور پیچیدہ تھی۔ کہ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کیا تکلیف ہے اور کیا علاج کرنا چاہیئے۔ بس بچہ دیکھتے دیکھتے ہماری انتہائی بے بسی کے عالم میں موت کی ہچکیاں لے کر اپنے مولا کو پیارا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالےٰ کی کسی مصلحت کے ماتحت ہمیں وقت پر کوئی طبی امداد میسر نہ آئی۔ اسی شب کو صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب سے بچے کا معائنہ کرایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ٹیٹنس کی بیماری کا شدید حملہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ بچہ کو کیا تکلیف تھی۔ بہر حال وہ اپنے مولا کو پیارا ہو گیا۔ لیکن اس شدید صدمہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور خاندان مسیح موعود علیہ السلام نیز دیگر احباب جماعت نے خاکسار سے جو اظہار ہمدردی فرمایا۔ وہ دل پر نہ مٹنے والے نقوش چھوڑ گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

احباب جماعت کی طرف سے تعزیت کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ جو دل کی تسکین اور ڈھارس کا موجب بنتا ہے۔ میں انفرادی طور پر ان سب کا شکریہ ادا کرنے کے قابل نہیں فجزاھم اللہ احسن الجزاء

رسید بک گمشدہ

مجلس خدام الاحمدیہ چک ۱۲۱ مراد ریاست بہاولپور کو دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے ایک رسید بک ۶۰ مورخہ ۱۹۵۴ کو برائے فراہمی چندہ جات بذریعہ ڈاک بھجوائی گئی تھی۔ مگر قائد صاحب مجلس چک ۱۲۱ مراد کے آمدہ کارڈ سے معلوم ہوا ہے کہ رسید بک مذکور ان کو نہیں ملی اس لئے بذریعہ اعلان ہذا جملہ خدام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ کوئی خادم اس رسید بک پر کسی قسم کا چندہ نہ دے۔ اور اگر کسی کو اس کا علم ہو۔ تو مرکز میں بھجوا دے۔

معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

پتہ مطلوب ہے

خواجہ عبد الکریم صاحب ولد جناب محکم الدین صاحب جو تحریک جدید کی طرف سے تین سال کی رخصت پر تشریف لے گئے تھے۔ آجکل جہاں بھی ہوں اپنے پتہ سے دفتر ہذا کو مطلع کریں۔ اگر کسی اور صاحب کو ان کے پتہ کا علم ہو تو وہ بھی دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ ان کا پتہ فوری مطلوب ہے۔

وکیل الدیوان تحریک جدید

(بقیہ لیڈر صفحہ ۳)

لٹریچر ملک وقوم میں پھیلاتی ہے۔ اگر ایک اسلامی ملک کی حکومت اس سے اغماض کرتی ہے۔ اور اسلام کے اس نہایت عظیم اور درخشندہ اصول کی خلاف ورزی پر خاموش رہتی ہے تو وہ نہ صرف آپ اپنی تردید کرتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے کلام پاک کی تعلیم کی خود خلاف ورزی کی مرتکب ہوتی ہے۔

اس سے ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایسی پارٹی کی تمام آئیڈیالوجی کو روکا جائے بلکہ ہمارا مطلب صرف اتنے حصہ کو روکنے کا ہے جس میں عوام کو حکومتی اقتدار پر بالجبر قبضہ کرنے کی تلقین کی گئی ہو۔ کیونکہ ایسی تعلیم کے معنے صریحاً قانوناً قائم شدہ حکومت کے خلاف بغاوت کے ہیں۔ اور حکومت کے مقابلہ میں متوازی فوج تیار کرنے کے مترادف ہیں۔ جس کو کوئی حکومت برداشت نہیں کر سکتی اور اگر کوئی حکومت برداشت کرتی ہے تو گویا وہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ایسے خطرناک لٹریچر کی وجہ سے جو فتنہ وفساد ملک میں سر اٹھاتا ہے۔ اس کی ذمہ داری اس پارٹی کے علاوہ خود حکومت پر عائد ہوگی اور فتنہ وفساد میں خلق خدا کا جو ناحق خون بہے گا وہ حکومت کی گردن پر ہوگا جس پر ملک کے ہر فرد کی جان ومال کی حفاظت کی ذمہ داری ہے خواہ وہ فرد کتنا ہی چیز اور

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۵۴ء

جبر واکراہ کی حامی پارٹیاں

دنیا میں چھوٹے بڑے پیمانے پر جو فتنہ وفساد برپا ہوتے ہیں۔ ان کی وجوہات میں سے ایک بڑی اہم وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ایک شخص یا گروہ کوئی نظریۂ حیات بناتا ہے۔ (جس کو ہم آسانی کے لئے آئیڈیالوجی کہہ سکتے ہیں) جس کی افادیت کلی پر اس کو اتنا یقین ہوجاتا ہے۔ کہ وہ چاہتا ہے کہ اسکو تمام دنیا پر یکدم حاوی کردیا جائے۔ اور اس کو دنیا پر ٹھونسنے کے لئے جبر واکراہ سے بھی گریز نہ کیا جائے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ کوئی نظریۂ حیات یا آئیڈیالوجی فی ذاتہٖ خواہ کتنی ہی مقدس کیوں نہ ہو اور خواہ کسی قوم یا ملک یا تمام دنیا پر اس کے حاوی ہوجانے سے بنی نوع انسان کو کتنا ہی فائدہ کیوں نہ ہوتا انسانی فطرت اس بات کو برداشت نہیں کرسکتی کہ اس کی مرضی کے خلاف اس کو کسی مفید سے مفید اور مقدس سے مقدس آئیڈیالوجی اور اسکے لوازمات کا بالجبر پابند بنایا جائے۔ اگرچہ دہشت وخوف کی وجہ سے بعض طبیعتیں اسے قبول بھی کرلیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کی عادت میں بھی داخل ہوجائے۔ مگر فطرت انسانی کبھی نہ کبھی اسکے برخلاف نہ محض اس لئے کہ وہ آئیڈیالوجی فی الواقعہ بری ہے بلکہ صرف جبر کے بندھن توڑنے کے لئے ہی بغاوت کرتی ہے۔ اور جس فتنہ وفساد کی بنیاد اسے ٹھونسنے کے وقت ڈالی جاتی ہے۔ وہی فتنہ وفساد ایک نہایت بھیانک شعلہ کی صورت میں پھر نمودار ہوتے ہیں اور قوموں کی قوموں اور ملکوں کے ملکوں کو جلاکر خاک سیاہ کرکے رکھ دیتے ہیں۔

اصل چیز آئیڈیالوجی کا حسن و قبح نہیں بلکہ اسے دوسروں پر حاوی کرنے کے لئے جبر واکراہ کا طریق کار ہے۔ جو اکثر دنیا میں فتنہ وفساد کا باعث ہوتا ہے۔ یعنے جبر واکراہ۔ اور فتنہ وفساد لازم وملزوم ہیں۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ بعض وقت خود فتنہ وفساد کو رفع کرنے کے لئے عارضی طور پر جبر واکراہ واقعی کسی قدر مفید بھی ہوتا ہے۔ مگر کوئی قوم کوئی ملک اس کو ہمیشہ کے لئے برداشت نہیں کرسکتا اور بدقسمتی سے اگر کسی قوم یا ملک میں اس کو ہمیشہ کے لئے قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو پھر فتنہ وفساد کا ایک شیطانی چکر ایسا شروع ہوجاتا ہے۔ جو چند ہی گردشوں میں سب کو پیس کر رکھ دیتا ہے۔

تاریخ اقوام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ جو اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔ حال میں مغربی ممالک میں بعض تحریکیں اسی طرح اٹھی ہیں۔ کہ وہ ایک آئیڈیالوجی رکھتی ہیں۔ اور اس آئیڈیالوجی کو بالجبر تمام دنیا پر ٹھونسنے کے طریق کار کی بھی حامی ہیں۔ ان تحریکوں میں سے فاشزم اور اشتراکیت نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ فاشزم اور اشتراکیت بطور آئیڈیالوجی کے دنیا کے لئے مفید ہیں یا غیر مفید۔ اس سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم یہ بھی مان لیتے ہیں کہ جن ممالک میں عملاً ان کو تھوڑی دیر کے لئے کامیابی ہوئی۔ ان ممالک کو ان کے جبریہ طریق کار کی وجہ سے بھی بظاہر کسی قدر عارضی فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ لیکن اگر ان ممالک میں ان تحریکوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو جو بظاہر فوائد نظر آئیں گے۔ ان کی نسبت ان کی وجہ سے جو نقصانات ہوئے ہیں وہ بہت زیادہ ثابت ہوں گے۔ فرانس روس اور اٹلی کے انقلابات کی تاریخ اتنی دردناک ہے۔ اور جذبات انسانیت کو اتنا دھچکا لگادینے والی ہے۔ کہ کوئی محب انسانیت اس کو بغیر آنسو بہائے پڑھ نہیں سکتا۔

خواہ اسکو برداشت بھی کرلیا جائے پھر بھی جو بات ہم کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ باوجود اپنے بظاہر کچھ عارضی فوائد کے جبر واکراہ کا طریق کار دائمی نہیں۔ اور نہ ہمیشہ تک چل سکتا ہے۔ آخر کبھی نہ کبھی اس کے برخلاف بغاوت اٹھتی ہے۔ اور فتنہ وفساد کا عفریت کھل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس طریق کار کی سخت مذمت کی ہے۔ اور منور الفاظ میں یہ اصول پیش کیا ہے کہ

لا اکراہ فی الدین قد تبین

الرشد من الغی

اگر اس بات کو تسلیم کیا جائے۔ اور جو حقیقت ہے کہ قرآن کریم نے جو نظریۂ حیات یا زندگی کی آئیڈیالوجی پیش کی ہے وہ بہترین ہے۔ اور اس کو اختیار کئے بغیر دنیا اپنے مصائب سے نجات حاصل نہیں کرسکتی۔ تو پھر جب خود قرآن کریم ہی یہ بھی فرماتا ہے کہ رشد یعنے زندگی کی بہترین آئیڈیالوجی کو غلط طریق حیات سے ممیز کردیا ہے۔ ہر انسان کو اختیار ہے کہ وہ خواہ اس آئیڈیالوجی کو اختیار کرے یا کوئی اور۔ تو ظاہر ہے کہ جو انسان یہ دعوے کرتا ہے کہ "حق" کا یہ حق ہے کہ وہ بالجبر اپنے آپ کو دوسروں پر ٹھونس سکتا ہے۔ اور جو اسے چھوڑنا چاہے اس کو بالجبر روک سکتا ہے۔ تو خواہ وہ اس "حق" کو کتنا ہی مقدس خیال کرتا ہو۔ اور اپنے اسلام کا کتنا ہی دعوے رکھتا ہو وہ اس حد تک ضرور جھوٹا ہے کہ جو وہ اصول پیش کرتا ہے اس کو اسلام سے یا قرآن کریم سے ذرا سا بھی تعلق ہے۔

حقیقت یہ ہے جیسا کہ آیہ کریمہ سے واضح ہے اسلام تو "حق" کو یعنے خود اپنے آپ کو بھی یہ حق نہیں دیتا کہ اسے بالجبر لوگوں پر ٹھونسا جائے۔ تو پھر جو لوگ اشتراکیت یا سرمایہ دارانہ جمہوریتوں جیسی لادینی تحریکوں کی مثالیں دے کر اسلام کو یہ ناحق "حق" دلوانا چاہتے ہیں۔ وہ نہ صرف اسلام اور قرآن پاک پر بلکہ اسلام کے واضع حقیقی یعنے خدائے رحمن ورحیم کی ذات پر بھی نعوذ باللہ الزام لگاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جو فرماتا ہے کہ

ان الدین عند اللہ الاسلام

یعنے اللہ تعالےٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔ جب وہ اللہ تعالےٰ جو اپنے آپ کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ جبر واکراہ سے اپنا اسلام دوسروں پر ٹھونسے بلکہ صرف رشد وہدایت کے طریق کو باطل وبغی سے ممیز کردیتا ہے۔ اور ہماری پسند پر چھوڑ دیتا ہے کہ جس کو ہم چاہیں اختیار کرلیں۔ تو کسی انسانی بلکہ بڑی سے بڑی حکومت خواہ کتنی اسلامی کیوں نہ ہو اس کو یہ حق کہاں سے حاصل ہوجاتا ہے کہ وہ کسی کو دونوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنے پر مجبور کرے۔

یہ ہے اسلام کا اصولی فیصلہ البتہ جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے اسلام نے بھی خود فتنہ وفساد کو روکنے کے لئے عارضی طور پر صرف اس وقت تک کہ فتنہ وفساد نہ مٹ جائے جبر کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے

وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ

یعنے فتنہ وفساد برپا کرنے والوں سے اس وقت تک لڑو جب تک فتنہ وفساد فرو نہ ہوجائے۔ یہ اجازت دراصل حکومت کو دی گئی ہے نہ کہ افراد کو نظام کے قیام کے لئے دی گئی ہے۔ نہ کہ قانون اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے۔ اس سے حکومت کو اختیار ہے کہ وہ عارضی طور پر صرف فتنہ وفساد کو فرو کرنے کے لئے جو فسادیوں نے برپا کر رکھا ہے جبر کا استعمال کرسکتی ہے۔ جب فتنہ فرو ہوجائے۔ تو جو اقدام اس نے فوری طور پر فتنہ فرو کرنے کے لئے کئے تھے اس کو بند کردے۔ مگر حکومت کو یہ اختیار پھر بھی رہتا ہے کہ اگر وہ دیکھے کہ کوئی فتنہ پرداز شخص یا گروہ فتنہ وفساد سے باز نہیں رہ سکتا۔ تو وہ ایسے ذرائع اختیار کرسکتی ہے جن کو ایسے شخص یا گروہ کے عزائم فتنہ وفساد کو روکنے کے لئے ضروری خیال کرتی ہے اس کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ ایسے شخص یا گروہ کی ایسی تحریروں یا تقریروں پر پابندی لگائے۔ جن کا مقصد فتنہ وفساد کے ذریعہ خود حکومتی اقتدار پر قبضہ کرنا ہو۔

حکومت کا یہ صرف اختیار ہی نہیں بلکہ فرض ہے کہ وہ ان تمام سیاسی یا غیر سیاسی پارٹیوں کے لٹریچر کا جائزہ لے۔ جو کسی ملک میں کام کررہی ہوں۔ اور اگر کسی پارٹی کے لٹریچر میں ملک میں انقلاب لانے کے لئے غیر آئینی ذرائع کے استعمال کی تلقین کسی رنگ میں بھی پائی جائے۔ تو ایسے تمام حصص کے متعلق فوری اقدام لے۔ جو ایسی تلقین پر مشتمل ہوں۔ مثلاً اشتراکیت ہے۔ مارکس اور اینجلز نے جو منشور اشتراکیت شائع کیا ہے۔ اس میں پرولتاریہ یعنے عوام اور سرمایہ داروں کی دو متضاد جماعتیں تسلیم کرکے تلقین کی گئی ہے کہ پرولتاریہ بالجبر حکومت پر قبضہ کرے۔ یہ صریحاً فتنہ وفساد کی تلقین ہے۔ اور کسی اسلامی یا جمہوری حکومت کو ایسے لٹریچر کو ملک میں پھیلنے نہیں دینا چاہیئے۔ اسی طرح حکومت کا فرض ہے کہ وہ کسی سیاسی یا غیر سیاسی پارٹی کے کسی ایسے لٹریچر کو ملک میں پھیلنے نہ دے۔ جس میں عوام کو غیر آئینی ذرائع سے حکومت پر قبضہ کرنے کی تلقین کی گئی ہو۔ خواہ اس پارٹی کی آئیڈیالوجی کتنی ہی مقدس کیوں نہ ہو اور جو پارٹی دین اور اسلام کے نام پر ایسا

(باقی دیکھیں صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

(۵)

(از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی)

ایک اور مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:۔

"دلیپ سنگھ پیش از وقوع اس (لالہ مرلی دھر) کو بتلایا گیا کہ مجھے کشفی طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ پنجاب کا آنا اس کے لئے مقدر نہیں۔ یا وہ مرے گا یا ذلّت اور بے عزتی اٹھائے گا۔ اور مطلب سے ناکام رہے گا۔"

(شحنۂ حق صفحہ ۵۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی سے واضح ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت بتا دیا تھا۔ کہ دلیپ سنگھ اب کسی طرح بھی پنجاب کی سرزمین پر پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ اس مقصد کے لئے وہ جو بھی کوشش کرے گا۔ اس میں اسے ناکامی ہوگی۔ اور وہ واپس پنجاب نہیں آسکے گا۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں:۔

"دلیپ سنگھ کو مادر وطن کے درشن نصیب نہ ہوسکے۔ بھارت ورش کا ساحل وہ پھر نہ دیکھ سکے۔ اس پر پاؤں رکھنا تو کجا عدن پہنچکر انہیں برطانوی حکومت کے اہلکاروں کے حکم کے مطابق واپس انگلینڈ جانا پڑا۔" (ترجمہ از رسالہ امرت مئی جون ۱۹۲۵ء)

مہاراجہ دلیپ سنگھ کی پنجاب کو عدم واپسی بلکہ ساحل ہند کو دوبارہ دیکھ بھی نہ سکنے۔ بلکہ اس کے قریب بھی نہ پہنچ سکنے اور عدن ہی سے واپس لوٹا دیئے جانے سے جو ایک سکھ ودوان کے مذکورہ بالا اقرار سے ظاہر ہے۔ اور جس کو تمام دنیا جانتی ہے۔ مہاراجہ موصوف کے پنجاب کو واپس نہ آسکنے کی پیشگوئی بڑی عظمت وشان کے ساتھ پوری ہو گئی۔ اور اس کے بعد اگر ایک لفظ بھی نہ لکھا جائے۔ تو پیشگوئی کے پورا ہو جانے میں کسی قسم کی کوئی خامی پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن جب یہ بھی دیکھا جائے۔ کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کا پنجاب واپس آنے کے لئے انگلینڈ سے روانہ ہو جانا اور پھر عدن پہنچنے کے بعد واپس کر دیا جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ بلکہ روانگی کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بھی بہت بڑی کوشش کرنی پڑی تھی۔ اور پھر عدن سے واپس نہ کئے جانے کے لئے بھی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا تھا۔ اور جو ممکن تھا۔ وہ سب کیا گیا تھا۔ اور پھر عدن سے واپس کر دیئے جانے کی بھی کوشش ختم نہیں ہو گئی تھی۔ بلکہ بڑی شد ومد سے جاری رہی۔ اس کے لئے بڑے بڑے سفر کئے گئے۔ مشکلات ومصائب جھیلے گئے۔ ملکوں ملکوں کی خاک چھانی گئی۔ غم وغصہ۔ دل خراش وجاں گداز کلفت واذیت برداشت کی گئی۔ لیکن باایں ہمہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کو مادرِ وطن کے درشن نصیب نہ ہوسکے۔ تو اس پیشگوئی کی عظمت کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی قدرت اور اسلام کی صداقت کا ایک عجیب وغریب کرشمہ نظر کے سامنے آجاتا ہے۔ اس لئے ہم مہاراجہ دلیپ سنگھ کی ان تمام کوششوں کا جو وہ انگلینڈ سے پنجاب واپس آنے کے لئے آخر وقت تک کرتے رہے ہیں ترتیب کے ساتھ باختصار پیش کئے دیتے ہیں۔ پہلے مہاراجہ دلیپ سنگھ نے انگلینڈ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے صدر اور وہاں کے ذمہ دار انگریزوں کے ساتھ خط وکتابت شروع کر کے ان پر یہ واضح کرنے کی کوشش کی۔ کہ چونکہ میرے نابالغی کے زمانہ میں میری سلطنت چھین کر مجھ سے بڑی بے انصافی کی گئی ہے۔ اس لئے میری سلطنت میرے سپرد کر دی جائے۔ لیکن اس خط وکتابت کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ پھر مہاراجہ نے انگلینڈ کی رائے عامہ کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے لنڈن کے مشہور ومعروف اخبار "ٹائمز" کے ۳۱ اگست ۱۸۸۲ء کے پرچہ میں ایک چٹھی چھپوائی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ بھیرووال کے معاہدہ کی رو سے میں انگریزوں کی حفاظت میں تھا۔ ملتان کی بغاوت سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور نہ میں نے انگریزوں سے کوئی اور جنگ کی ہے۔ اس صورت میں میرا مال ومتاع ضبط کر لینا اور سلطنت سے محروم کر کے جلاوطن کر دینا میرے ساتھ بہت بڑی بے انصافی اور صریح ظلم ہے۔ میرے ہیرے وجواہر اور دوسرا قیمتی سامان جو اڑھائی لاکھ پونڈ کی قیمت کا تھا۔ کوڑیوں میں نیلام کر دیا گیا ہے۔ یہ معاہدہ قانوناً ناجائز ہے۔ میری نابالغی کی حالت میں سلطنت سے دستبرداری کے مجھ سے دستخط کروائے گئے ہیں۔ اس لئے میں انگلینڈ کی رائے عامہ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ میرے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اور میرا حق مجھے دلوایا جائے۔ لیکن مہاراجہ دلیپ سنگھ کی اس اپیل کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ اس امر نے ان کو بہت ہی مایوس کر دیا۔ کیونکہ ان کو خیال تھا کہ ان کی اس چٹھی کے شائع ہونے پر انگلینڈ کی رائے عامہ ان کے حق میں ہو جائے گی۔ اور ان کو حق دلانے کے لئے آواز اٹھائے گی۔ لیکن ہوا یہ کہ کسی کے کان پر جوں بھی نہ رینگی۔

مہاراجہ دلیپ سنگھ نے اس جدوجہد کے ساتھ ساتھ ہندوستان اور پنجاب کے سکھوں سے ٹوٹا ہوا رشتہ بھی جوڑنا چاہا۔ اور سکھ پبلک کو اپنے حق میں کرنے کے لئے امرت چھکنے اور دوبارہ سکھ دھرم دھارن کرنے سے متعلق خط وکتابت بھی کی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک چٹھی ۱۷ اکتوبر ۱۸۸۵ء کو سردار سنت سنگھ کو لکھی جس کا مضمون یہ تھا۔

ایلویڈن ہال
۱۷ اکتوبر سنہ ۱۸۸۵ء

میرے پیارے دوست

آپ کا خط ملا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ نے مجھے اپنی جو خدمات پیش کی ہیں۔ اس کے لئے مشکور ہوں۔ لیکن مجھے کسی بات کی ضرورت نہیں۔ انگریزی حکومت نے میرے ساتھ انصاف کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے میں ۱۶ دسمبر کو انگلینڈ چھوڑ دوں گا۔ اور خاموشی سے دہلی میں قیام کروں گا۔ کیونکہ اب میں بہت غریب ہوں۔

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ میری والدہ مرحومہ کے رشتہ دار ہو آپ کو علم ہو چکا ہوگا کہ اب میں نے پھر اپنے بزرگوں کا مذہب دھارن کر لیا ہے۔ میں آپکو واہگورو جی کی فتح بلانا چاہتا ہوں"

آپکا پیارا رشتہ دار
دلیپ سنگھ

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ انگلینڈ کی سکونت ترک کر کے ہندوستان آجائیں گے۔ اور سکھ بن کر اپنی بقیہ زندگی بسر کریں گے۔

آپ کی ایک اور چٹھی سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ نے ہندوستان پہونچنے پر امرت چھک کر سکھ دھرم دھارن کرنے کا بندوبست کر لیا تھا۔ جس کے تنظیم اعلےٰ سردار ٹھاکر سنگھ سندھاں والئے تھے۔ جو آپ کے ایک قریبی رشتہ دار تھے اور وہ چٹھی یہ ہے:۔

کارڈن کلب پال مال ایس ڈبلیو
(۱۰ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء)

میرے پیارے سردار جی
واہگورو جی کی فتح

آپ کا مرسلہ خط ملا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی۔ لیکن میں آپکو مشورہ دوں گا۔ کہ آپ حکومت کی اجازت کے بغیر میرے پاس آنے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے آپ مشکلات میں پھنس جائیں گے۔

میں نے معہ اپنے اہل وعیال کے اسی مہینے کی ۳۱ تاریخ تک انگلینڈ چھوڑنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ اس میں مزید دیر لگ جائے۔

میں آپکو یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے اپنے امرت چھکنے کے موقعہ پر جس کا بندوبست میرے چچا زاد بھائی سردار ٹھاکر سنگھ جی سندھانوالئے نے کر دیا ہے آپ کی موجودگی میں بہت خوشی ہوگی۔

میں ہندوستان واپس آنے کے لئے تیار ہوں۔ خواہ حکومت میرے شمال مغربی صوبہ میں قیام کرنے میں خطرہ محسوس کرتی ہے اور مجھے اوٹاکمنڈ میں ٹھہرانا چاہتی ہے۔ میں نے اپنے ستگورو پر یقین کر لیا ہے میں اپنا گناہ بخشوانے کے لئے ان کے قدموں میں آیا ہوں مجھے کامل یقین ہے کہ وہ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔

(آپکا دوست اور خیر اندیش دلیپ سنگھ) (باقی)

خدام احساس ذمہ داری کے معیار کو بلند کریں

وقت اور حالات کے مطابق اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ روحانی تغیرات کے لئے بڑی جدوجہد اور غیر معمولی محنت درکار ہے۔ ذکر وفکر سے اپنے اندر ایک غیر معمولی کام کرنے کی روح اور طاقت پیدا کریں۔ احساس ذمہ داری کا معیار اسقدر بلند ہو کہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کسی خارجی تحریک یا سہارے کی احتیاج نہ رہے

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

سعودی عرب ترقی کی شاہراہ پر

سعودی عرب نے پچھلے پچاس برس میں جو ترقی کی ہے۔ اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ اس نصف صدی میں حالات نے اس قدر پلٹا کھایا ہے۔ کہ آج کے نصف صدی پہلے کے سعودی عرب میں زمین آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پیشتر کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ کہ پندرہ بیس برس کی قلیل مدت میں عرب کا لق و دق صحرا ایک نہایت خوشحال اور متمول خطہ زمین بن جائیگا۔ سعودی عرب نے دنیا کی جدید ترین سائنسی تعلیمی اور صنعتی ترقی سے پوری طرح فائدہ اٹھایا ہے۔ قدیم زراعتی طریقے ختم کئے جا رہے ہیں۔ اور ان کی جگہ جدید آلات استعمال کئے جا رہے ہیں۔ ملک میں صنعت وحرفت فروغ پا رہی ہے۔ ملک بھر میں سڑکوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ اونٹوں اور خچروں کی جگہ طیاروں۔ ریلوں۔ کاروں اور بسوں نے لے لی ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے عرب میں سفر اس قدر مشکل تھا۔ کہ تمام ملک کا دورہ کرنے میں بیس برس لگ جاتے تھے۔ لیکن اب یہ سفر بآسانی چند ہفتوں میں طے ہو جاتا ہے۔

سعودی عرب ایسے پسماندہ ملک کے لئے اتنی جلدی ترقی کی منازل طے کر لینا ایک معجزے سے کم نہیں۔ قدرتی وسائل کی کمی۔ آمدنی کے ذرائع کا فقدان اور شدید آب وہوا کوئی معمولی رکاوٹیں نہیں۔ ان پر قابو پانا شاہ ابن سعود ایسے مرد آہن اور پیکر ہمت واستقلال کا ہی کام ہے۔ سعودی عرب کی سب سے بڑی دولت تیل ہے۔ شاہ ابن سعود نے امریکی ماہرین اور سعودی عرب کے عوام کی مدد سے اس دولت کو زمین سے نکالا۔ اور انہی کی کوششوں کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آج کا سعودی عرب دنیا کی ایک خوشحال ریاست بن گیا ہے۔

تیل کی نکاسی کا کام ۱۹۳۱ء میں شروع ہوا۔ اور دو برس کے بعد سعودی عرب میں تیل نکالنے کا کام پورے زور وشور سے شروع ہو گیا۔ تیل کا سب سے پہلا کنوآں دھاران میں کھودا گیا۔ جہاں تیل بہت کثرت سے پایا جاتا ہے۔ آج سعودی عرب تیل کی پیداوار میں دنیا بھر میں چوتھے نمبر پر ہے۔ سعودی عرب میں تیل کی روزانہ پیداوار ۸ لاکھ بیرل ہے۔ اور تیل کے کارخانوں میں بیس ہزار عرب باشندے کام کرتے ہیں۔ دوسرے بیرونی ممالک کے علاوہ اسلامی دنیا کے ہزاروں کارکن بھی انہیں کارخانوں میں کام کر رہے ہیں۔ آج سے کچھ عرصہ پیشتر دھاران کی حالت دوسرے صحرائی علاقوں سے مختلف نہیں تھی۔ لیکن آج اس کی صورت میں نمایاں تبدیلی واقع ہو چکی ہے۔ کشادہ سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں۔ بجلی کا مناسب انتظام کیا گیا ہے۔ نہانے کے تالاب تعمیر کئے گئے ہیں۔ تیل کے دفاتر کی عظیم الشان عمارتیں اور بڑے بڑے ہوٹل اس کی شان میں مزید اضافہ کا باعث ہیں۔ سڑکوں پر نہایت خوبصورت کاریں نظر آتی ہیں۔ لوگ اس علاقہ کو حیرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ کچھ عرصہ پیشتر یہ ایک لق ودق صحرا تھا۔

سعودی عرب میں مواصلات نے بڑی ترقی کی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے۔ کہ حکومت کو ملک کے تغیر پذیر حالات کا بخوبی اندازہ تھا۔ دوسرے فریضۂ حج ادا کرنے میں حاجیوں کو جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ حکومت اس سے بہت پریشان تھی۔ حکومت سعودی عرب نے ملک میں سڑکوں کا ایک جال بچھا دیا۔ جس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا۔ کہ حاجیوں کو آمد ورفت میں بڑی سہولت ہو گئی۔ سڑکوں کے علاوہ سعودی عرب میں فضائی سفر بھی بہت آسان اور ارزاں ہوتا جا رہا ہے۔ سعودی ایرلائنز ملک کی ترقی اور خوشحالی میں ایک سنگِ میل ثابت ہو گی۔ سعودی ایرلائنز ۵ سکائی ماسٹر ۵ فرٹیرز اور ۱۳ ڈکوٹا طیاروں پر مشتمل ہے۔ ایام حج میں سعودی ائرلائنز ترکیہ پاکستان۔ لبنان۔ ایران۔ مصر اور دوسرے اسلامی ممالک اور سعودی عرب کے درمیان خاص سروس شروع کرتی ہے۔ ابتداء میں سعودی عرب کو طیارے چلانے اور ہوائی اڈوں کے انتظام کے لئے غیر ملکی ماہرین کی خدمات پر انحصار کرنا پڑتا تھا۔ لیکن اب ملکی باشندے بھی اس میں پوری دلچسپی لے رہے ہیں۔ نخشب بس سروس سعودی عرب کی سب سے بڑی بس سروس ہے۔ اور اس میں ۳۰۰ بسیں کام کرتی ہیں۔ حج کے دوران میں یہ بس سروس جدہ۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان خاص انتظام کرتی ہے۔ پانچ ہزار اشخاص ہر روز ان بسوں میں کام کرتے ہیں۔

صنعتی ضروریات کے پیش نظر سعودی عرب میں صنعتی سکول قائم کئے گئے ہیں۔ جو طلباء اعلیٰ تعلیم کے اہل ہوں۔ انہیں غیر ممالک میں بھیج دیا جاتا ہے۔ تمام مشہور شہروں میں بجلی کا مناسب انتظام کر دیا گیا ہے۔ اس سال حج کرنے والے زائرین مسجد نبویؐ کو مختلف رنگوں کے قمقموں سے منور اور مزین پائیں گے۔

کچھ عرصہ پیشتر تک تعلیم صرف قرآن مجید تک محدود تھی اور مساجد سکولوں کا کام دیتی تھیں۔ نظام تعلیم میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اور مساجد میں مذہبی تعلیم جاری ہے۔ اس وقت سعودی عرب کے مختلف سکولوں میں ۵۰۰ مصری استاد تعلیم دیتے ہیں مصری اساتذہ کے علاوہ فلسطینی اور لبنانی اساتذہ بھی تعلیم وتدریس میں مصروف ہیں۔ اس وقت سعودی عرب میں ۲۶۰ سکول ہیں۔ جن میں ۵۰ ہزار طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ نئے سال کے بجٹ میں تعلیم کے لئے رقم میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ سال رواں میں سکولوں کی تعداد ۲۶۰ سے بڑھ کر ۷۰۰ ہو جائے گی۔ اور مکہ اور ریاض میں کالج بھی قائم کر دیئے جائیں گے

تعلیم کے ساتھ ساتھ حکومت سعودی عرب ہسپتالوں کی ترقی کی طرف بھی خاص توجہ دے رہی ہے۔ نئے ہسپتال تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ اور غیر ملکی ڈاکٹروں کی جن میں پاکستانی ڈاکٹر بھی شامل ہیں۔ خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔ سعودی عرب کی حکومت اور عوام نے جس ہمت واستقلال کے ساتھ اپنے ملک کی تعمیر کی ہے۔ وہ قابل تقلید ہے۔ بلاشبہ سعودی عرب ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ اور دوسرے اسلامی ممالک کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

شاہ سعود

شاہ سعود فرمانروائے سعودی عرب کا شمار دنیا کے روشن خیال تاجداروں میں ہوتا ہے۔ ان کی تعلیم وتربیت کی طرف ان کے والد شاہ عبد العزیز (ابن سعود) نے خصوصی توجہ کی تھی۔ ان کی تربیت میں اس بات کو پیش نظر رکھا گیا تھا۔ کہ وہ ایک شہزادہ نہیں۔ بلکہ مسلمان مجاہد ہیں۔ شاہ سعود ۱۵ جنوری ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ اسی دن شاہ ابن سعود نے اپنے دار السلطنت ریاض کو فتح کیا۔ وہ اپنے والد کے تیسرے بیٹے تھے۔ ان کے دونوں بڑے بھائی فوت ہو چکے ہیں۔ انہیں قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم دی گئی۔ اور نجد کے کئی قابل علماء نے انہیں مذہب کی تعلیم دی۔ ۱۳ برس کی عمر میں انہیں ایک صوبہ میں بہت ضروری فرائض تفویض کئے گئے۔ جس سے انہیں سیاسیات اور انتظامی امور میں کافی تجربہ حاصل ہو گیا۔ انہوں نے فوجی تربیت زیادہ تر میدان جنگ میں ہی حاصل کی۔ شاہ سعود نے بڑی جوانمردی کے ساتھ اپنے ملک کے باغی قبائل کی گوشمالی کی۔ اور جوانی میں ہی ان کا شمار سعودی عرب کی مقبول ترین شخصیتوں میں ہونے لگا۔ ان کی فوجی خدمات کے صلہ میں انہیں سعودی عرب کی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کر دیا گیا۔ جو عرب کا سب سے بڑا فوجی عہدہ ہے۔ اپنے ہونہار بیٹے کی غیر معمولی قابلیت اور مقبولیت سے متاثر ہو کر شاہ عبد العزیز نے انہیں اپنا ولیعہد مقرر کر دیا۔ شاہ سعود اب تک پورے یورپ اور امریکہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ اس دوران میں انہوں نے مختلف ممالک کے تعلیمی اور سائنسی مراکز کا معائنہ کیا۔ وہ اپنے ملک سعودی عرب کا دورہ کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے عوام کو بہت قریب سے دیکھا۔ اور ان کے مسائل کو اچھی طرح سمجھا ہے۔

شاہ سعود ایک خدا ترس اور پرہیزگار فرمانروا ہیں۔ جن دنوں وہ ولی عہد تھے۔ ایک مرتبہ شاہ ابن سعود کی مشاورتی کونسل سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔ ہماری ترقی اور خوشحالی کا دارو مدار ہمارے یقین محکم اور اسلام کے اصولوں پر کاربند ہونے میں منحصر ہے۔

شاہ سعود کو تمام دنیا کے مسلمانوں کے مسائل سے دلچسپی ہے۔ اس کی ایک مثال ان کا دورۂ مصر ہے۔ اپنے قیام مصر کے دوران میں انہوں نے جنرل نجیب اور ان کے حریفوں کے درمیان مصالحت کرانے کی بہت کوشش کی۔ اور مصر کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اپنی ذاتی توجہ دی وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک بار پھر متحد اور ایک عظیم الشان ملت کی حیثیت سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ایک بار کہا تھا۔ ہمیں دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا مسلمانوں پر رحمت کرے۔ اور انہیں اس قابل بنائے۔ کہ وہ پھر ایک عظیم الشان ملت بن جائیں۔ اور دنیا میں وہی بلند مرتبہ حاصل کریں۔ جو ان کے اسلاف نے سینکڑوں برس پہلے حاصل کیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں

اسلام کا عیسائیت پر غلبہ

(از خاکسار محمد عبدالحق صاحب امرتسری گنج مغلپورہ)

آج سے پون صدی قبل اسلام کس مپرسی کی حالت میں تھا۔ ایک طرف آریہ مت اسلام کو مٹانے پر تلا ہوا تھا۔ دوسری طرف عیسائیت مسلمانوں کا مقابلہ کرنے میں پیش پیش تھی۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی بعثت سے قبل عیسائیت یسوع مسیح کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر فضیلت اور برتری ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور اس میں وہ بظاہر کامیاب ہو رہی تھی کیونکہ بہت سے مسلمان اسلام کو چھوڑ کر عیسائی مذہب اختیار کر رہے تھے۔ چنانچہ پادری عماد الدین احمد مسیح۔ فتح مسیح۔ عبداللہ آتھم۔ صفدر علی اور وارث دین وغیرہ مسلمان ہی تھے۔ جو عیسائی بن کر اسلام کی مخالفت پر کمربستہ تھے۔ اس وقت مسلمانوں کی جو حالت تھی اس کا اندازہ لگانا صاحب بصیرت کے لئے مشکل نہیں مگر عیسائیوں نے جو اس کے متعلق اندازہ لگایا وہ یہ تھا۔ کہ سو سال کے قلیل عرصہ میں ہندوستان سے اسلام مٹ جائے گا۔ اور اسلام کی بجائے عیسائیت ہی عیسائیت ہوگی۔ چنانچہ عبداللہ آتھم کی کتاب "اندرونہ بائیبل" اس پر شاہد ناطق ہے۔ عیسائیوں کے اس جارحانہ حملے اور مسلمانوں کی بے بسی کو دیکھ کر اسلام پکار رہا تھا۔ کہ میں مظلوم ہوں اب وقت ہے کہ آسمان سے میری مدد ہو۔ چنانچہ مسلمانوں کی بے بسی اور اسلام کی اس مظلومی کو دیکھ کر ہندوستان ہی کی ایک گمنام بستی قادیان سے ایک انسان مضطرب ہو کر اٹھا۔ اور اس نے اعلان کیا کہ:۔

"میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں۔ یہ ہے کہ میں عیسٰی پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔ اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں"۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے مندرجہ بالا الفاظ میں جو اپنا مقصد بیان فرمایا بعد کے واقعات شاہد ہیں۔ کہ حضور نے اس مقصد کو عظیم الشان رنگ میں پورا کر دکھایا چنانچہ یورپین مصنفین لکھتے ہیں کہ:۔

"یورپ میں عیسائیوں کی نازک حالت احمدیوں کو بہت سا ایسا سامان مہیا کر دیتی ہے جس سے وہ اس مذہب پر نکتہ چینی کر سکیں۔ اور اپنے مذہب کی برتری ثابت کریں۔ یہ عیسائیت کے خلاف اس قسم کی جارحانہ کارروائی کرتے ہیں جیسے عیسائیت کی طرف سے ہوتی رہی ہے"۔

(مسلم ورلڈ جلد ۲۱ صفحہ ۱۷)

(۲) "جماعت احمدیہ کے اصول بڑے اخلاقی ہیں۔ اور یہ زیادہ معقول طبقہ کی طرف اپنی توجہ رکھتی ہے۔ اس کے معتقدین مسیحی اصول سے تحریری اور تقریری مقابلہ میں ذرا بھی مرعوب نہیں ہوتے"۔ (رویو آف اسلام صفحہ ۲۸۸)

(۳) "احمدیہ فرقہ کی تاریخ اس سے بہت مختلف ہے جو پنجاب میں پیدا ہوا۔ اور ایک حد تک وہاں عیسائی پادریوں کی کارروائیوں کا ردعمل ہے۔ اسلام میں صرف ایک ہی فرقہ ہونے کے لحاظ سے جس نے اسلام کو انگلستان میں پھیلانے کی کوشش کی۔ یہ خاص طور پر دلچسپ ہے"۔

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۹۹)

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور پاکیزہ کرتی ہے

فرصت کے لمحات میں ہمارا پروگرام

(از مکرم مولوی عبدالمالک خان صاحب)

وقت بڑی دولت ہے۔ جو قومیں اس کی قدر کرتی ہیں۔ کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔ اور جو قومیں وقت کو برباد کرتی ہیں وقت انہیں برباد کر دیتا ہے۔ ہمارے ملک کا ماحول کچھ اس قسم کا ہے۔ کہ لوگوں میں وقت کی قدر و قیمت کا احساس بہت کم ہے۔ حالانکہ اسلام نے نماز کے اوقات مقرر کر کے اور اس کی پابندی کی طرف توجہ دلا کر ہمیں وقت کی پابندی کرنا سکھلایا تھا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسل سے بچنے کی جو دعا سکھلائی ہے اس میں یہی حکمت تھی۔ کہ ہم وقت کو ضائع نہ کریں۔ اور اپنا کام وقت کی پابندی کے ساتھ سرانجام دیں۔ ہم میں سے جو لوگ کوئی نہ کوئی کام کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو آپ اسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ ان کے پاس بھی فرصت کے اوقات ہوتے ہیں۔ جن کو وہ رائیگاں گنوا دیتے ہیں۔ لیکن ہماری جماعت کو اپنے وقت کی بہت ہی قدر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے سپرد جو کام ہے۔ وہ ساری دنیا میں اسلام کو پھیلانا ہے۔ صحابہ کرام نے نہائیت جانفشانی اور محنت سے اسلام کی اشاعت فرمائی۔ اور انہیں کی مبارک کوششوں کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اسلام ہم تک پہنچا۔ اور اب خدا نے ہمارے سپرد یہ کام کیا ہے۔ اس لئے ہم پر لازم ہے۔ کہ ہم وقت کی قدر کریں اور اپنے اوقات کو اس پروگرام کے مطابق صرف کریں۔ جو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جماعت کے مردوں اور عورتوں کیلئے مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

ہاتھ سے کام کر کے زائد آمدنی پیدا کرو

"تیسری تحریک میں عورتوں میں بھی اور مردوں میں بھی یہ کرنی چاہتا ہوں۔ کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے کاروبار ملازمت اور روزگار کے کام کے علاوہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے کچھ زائد آمد پیدا کرنی کی کوشش کرے۔ اور یہ زائد آمدنی اگر غریب ہو تو اس کا ایک حصہ اور امیر ہونے کی صورت میں ساری کی ساری سلسلہ کو بطور چندہ پیش کر دے۔ مثلاً ہمارے ہاں ان پڑھ لوگوں کو خط لکھانے میں دقت پیش آیا کرتی ہے۔ ہمارا ایک لکھا پڑھا آدمی یہ کر سکتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو خط لکھ دے۔ اور ان سے مثلاً پیسہ پیسہ وصول کرے۔ اور پھر اس زائد آمدنی کو چندہ میں دیدے۔ اپنے مقررہ کاروبار کے علاوہ ہاتھ سے کام کر کے زائد آمدنی پیدا کرے۔ جہاں پر سلسلہ اور اسلام کو فائدہ ہوگا وہاں پر امیر غریب اور امیر میں امتیاز کم ہوگا اور ان دونوں طبقوں میں جو بعد نظر آتا ہے وہ دور ہوتا چلا جائے گا۔ مسلمانوں کے بڑے بڑے بزرگوں کے متعلق تاریخ میں کثرت سے ایسے تذکرے آتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے کمائی کیا کرتے تھے دراصل وہ اسی حکمت کو مدنظر رکھ کر کیا کرتے تھے۔

عورتیں سوت کات کر یا پراندے اور آزار بند تیار کر کے میری اس تحریک پر عمل کر سکتی ہیں۔ غرض میں چاہتا ہوں۔ کہ میں ہر ایک چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس تحریک پر عمل کرے۔ اور اپنے ہاتھ سے کام کر کے کچھ آمدنی پیدا کرنے اور پھر اسے چندہ میں دینے کی کوشش کرے"۔

اے عزیزو! یہ کس قدر شاندار اور عمدہ تحریک ہے۔ دنیا کے لوگ تو اپنے نفوس اور اقارب کے لئے کماتے ہیں۔ لیکن آپ اپنے فرصت کے اوقات میں جو کچھ کمائیں گے وہ خدا اور رسول کے لئے ہوگا۔ آپ کی زندگی کی یہ گھڑیاں کس قدر مبارک ہوں گی۔ جو اسلام کی مدد کے لئے آپ صرف کریں گے۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

کیمیا ایسد کرم کن بر کسے کو ناصر دیں است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا
چناں خوش دار او را اے خدائے قادر مطلق
کہ در ہر کار و بار و حال او جنت شود پیدا

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر کو مخاطب کریں

دستور محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اصول سیاسی

میں اور میرے ماں باپ قربان ہوں اس ذات والا صفات پر جس نے دنیا والوں کو قیامت تک کے لئے ارشاد و ہدایت کا ایک دستور العمل عطا فرمایا۔ اور تہذیب اخلاق کی بنیادیں استوار کر کے تفصیلی امور کو انسانوں کے فکر پر چھوڑ دیا۔ معاشرت اور سیاست چونکہ دم بدم تغیر پذیر چیزیں ہیں۔ اور ان کی نوعیت مختلف قوموں۔ ملکوں اور زمانوں میں مختلف ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے عملی پہلو کو اجمال سے بیان فرما کر یہ کہہ دیا کہ اگر انسان بنیادی صداقتوں اور نیکیوں پر قائم رہیں گے۔ تو صحیح راستہ خود بخود تلاش کر لیں گے اور اگر انہوں نے انحراف کا طریقہ اختیار کیا۔ تو اس کے نتائج خود بھگت لیں گے۔ اس لئے کسی سختی یا خدشہ کی ضرورت نہیں۔ نیک بختی اور بدبختی کے راستے صاف طور پر ممیز ہو چکے ہیں۔

"لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی"

آپ نے دنیا والوں کو اللہ کی کتاب دے دی۔ اپنا اسوۂ حسنہ عطا فرما دیا اور حکم دیا کہ :-

"اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم"

اپنے میں سے اصحاب امر کو منتخب کرو۔ ان کی اطاعت کرو۔ جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کے ماتحت ہو۔ اور اگر کوئی اختلاف ہو جائے۔ تو اللہ اور رسولؐ کے احکام سے رجوع کر کے اس کا حل تلاش کر لو۔

امیر کے بعد شوریٰ کا حکم دیا کہ "شاورھم فی الامر"۔ امر کے معاملے میں ان سے (یعنی افراد ملت سے) مشورہ کر لیا کرو۔ "و امرھم شوریٰ بینھم" پر بار بار زور دیا کہ مشورہ کیا کرو۔ خود اپنے عمل سے مشورے کی ضرورت پر اصرار فرمایا۔ ہر معاملہ میں صحابۂ کرام سے مشورہ کرتے اور اکثر ان کے مشوروں پر عمل فرماتے۔ لفظ مشورہ ہی سے جمہوریت کا مفہوم واضح ہے۔ یعنی جب بھی مشورہ کیا جائیگا چند افراد ایک مشورہ دیں گے۔ چند اس کے خلاف رائے دیں گے۔ بہر حال ایک طرف ہی کی رائے قبول کرنی ہو گی۔ اور ظاہر ہے اکثریت کا ہی مشورہ غالب رہے گا ——— اسی کا نام جمہوریت ہے۔

پھر ملت کو حکم دیا کہ تم پر ہر حکم اور ہر امر کی اطاعت (خیر مشروط) فرض نہیں ہے۔ بلکہ اچھی باتوں میں تعاون کرو۔ اور بری باتوں میں تعاون نہ کرو۔

تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ——— یعنی شخصی آزادی کی پوری پوری حفاظت کر دی۔ اور حکام و امراء کو بھی متنبہ کر دیا۔ کہ اگر سیدھے راستہ پر چلو گے۔ تو لوگ تمہاری بات مانیں گے۔ غلط راستے پر چلو گے۔ تو ہم نے خود ان کو اختیار دے دیا ہے۔ کہ تمہاری بات کو نہ مانیں۔

پس یہ اصول سیاسی ہیں۔ دستور محمدی کے علی صاحبہا التحیۃ والسلام۔ آج ہم اپنے دستور و آئین کی تیاری میں مصروف ہیں اور بات بات پر دور دور کی بحثیں کرتے ہیں۔ اور پھر جو بات معقول معلوم ہوتی ہے۔ اس کو اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کام میں دین ہمارا ہاتھ نہیں روکتا۔ نہ ہمارے راستے میں مزاحم ہوتا ہے۔ ہمارے فکر و خیال کو بالکل آزاد چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور یہی اس نبی اعظم کی شان کے شایاں تھا۔ جس کا پیغام کسی ایک ملک یا قوم یا زمانے کے لئے نہ تھا۔ بلکہ ساری دنیا اور تمام زمانوں کے لئے تھا۔ اور اس وجہ سے سیاست کا کوئی بندھا ٹکا نظام معین نہیں کیا جا سکتا تھا۔

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نہیں بتایا کہ حکومت شخصی ہو یا جمہوری مطلق العنان ہو یا دستوری امریکہ ٹائپ ہو۔ یا فرانس ٹائپ۔ ذاتی بادشاہی ہو یا امراء گردی۔
- حضورؐ نے ہمیں نہیں بتایا کہ اگر حکومت جمہوری ہو۔ تو انتخابات کس طریقے سے کئے جائیں۔ کابینہ کیوں کر بنایا جائے۔ اختیارات کی تقسیم کس بناء پر ہو۔ محکمے کون کون سے ہوں۔
- حضورؐ نے ہمیں نہیں بتایا کہ خلیفہ یا امیر کس طریقہ سے منتخب ہونا چاہیئے۔ آپؐ نے اپنا کوئی جانشین نامزد فرمایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چاروں خلفائے راشدین کی خلافت کا انعقاد مختلف طریقوں سے ہوا۔ اور سب طریقے بالکل جائز سمجھے گئے۔
- حضورؐ اگر چاہتے۔ تو ان تمام امور سیاسی کے متعلق تفصیلی احکام دے سکتے تھے۔ اس سے خلفائے راشدین کا کام زیادہ آسان ہو جاتا۔ لیکن آپؐ چونکہ اہل عالم کی تربیت اور آزادیٔ رائے ——— اور جمہوریت کی تعلیم کے لئے مامور تھے اس لئے آپؐ نے امت کی آزادیٔ عمل کو مقید نہ کرنا چاہا۔ گویا ان سے کہہ دیا۔ کہ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ سیاسی نظم امور کے لئے جو تمہاری عقل میں آئے کرو۔ اور تمہارے بعد میں آنے والے بھی جو کچھ اپنے لئے مناسب سمجھیں گے کریں گے۔ صرف نیکی کا دم ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ کوئی شخص حضور کے پاس حاضر ہوا۔ جس نے اخلاق و اعمال کے متعلق بے شمار سوالات کر ڈالے۔ آنحضرتؐ نے بعض سوالوں کے جوابات دیدیئے۔ اور پھر اُس سے کہا :-

ہر بات مجھ سے نہ پوچھو
بہت سے معاملات میں
انسان آزاد چھوڑ دیئے گئے
ہیں۔ میں پیغمبر کی حیثیت سے
جو کچھ کہوں گا۔ اس کی
تعمیل لوگوں پر فرض ہو
جائے گی اور وہ آزادیٔ عمل
سے محروم ہو جائیں گے۔

ان حقائق پر غور کرو۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ بنیادی صداقتوں اور اصولی حقیقتوں کے سوا جو کتاب و سنت میں بیان ہو چکیں۔ باقی تفصیلات سب انسانوں پر چھوڑ دی گئی ہیں۔ وہ جو کچھ اپنی فلاح و بہبود کے لئے مفید سمجھیں۔ آزادانہ کر سکتے ہیں لیکن، آج کل کا مولوی

"انسانوں کے ہر جزوی سے
جزوی فعل پر پہرا بٹھانا
چاہتا ہے"۔ جس سے ظاہر
ہے کہ وہ حضورؐ کے منشائے
مبارک کو نہیں سمجھا۔ اور اس کے
خلاف چل رہا ہے۔

حضور کی تعلیم و تربیت کی روح کو جن مسلمانوں نے سمجھا۔ انہوں نے اخلاق و اعمال کے محاسن سے مسلح ہو کر دنیا میں سیاست، معاشرت، اقتصاد، علوم و فنون اور تمدن کی خوبیوں کے دریا بہا دیئے۔ اور یہی پاکستانیوں کو کرنا ہو گا۔ کسی نے سچ کہا ہے :-

"خدا سے ڈر اور سب کچھ کر"

(منقول از رفتار زمانہ مورخہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۵۰ء)

آئندہ ماہ ریلیں چلنی شروع ہو جائیں گی

چاندی گڑھ ۲۰۔ اپریل: معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ امرتسر اور لاہور کے درمیان آئندہ ماہ سے ریلیں چلنی شروع ہو جائیں گی۔ پاک و ہند کے ریلوے حکام کی کانفرنس میں یہ طے پایا ہے کہ دونوں ملکوں کے حکام اٹاری کے ریلوے اسٹیشن پر چیکنگ کریں گے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ امرتسر سے لاہور جانے والے مسافروں کو اٹاری تک ہندوستانی سکے میں ٹکٹ خریدنا پڑے گا۔ اور اس سے آگے پاکستانی سکے ہیں۔ اسی طرح لاہور سے امرتسر آنے والے لوگوں کو اٹاری تک پاکستانی سکے ہیں۔ اس کے بعد ہندوستانی سکے ہیں

تہران میں تیل کے بارے میں بات چیت

تہران ۲۰۔ اپریل۔ آج تہران میں ایرانی تیل کے متعلق بات چیت ہوئی۔ بات چیت میں سابق اینگلو ایرانی تیل کمپنیوں کو معاوضہ دینے کا سوال زیر بحث آیا۔ برطانوی سفیر اور ان کے مشیر نے بات چیت میں حصہ لیا۔ با خبر حلقوں نے بتایا ہے۔ کہ اینگلو ایرانی کمپنی پچاس کروڑ ڈالر کا معاوضہ طلب کر رہی ہے۔

ڈاکٹر ستیہ پال کا انتقال

چندی گڑھ ۲۰۔ اپریل: مشرقی پنجاب کی اسمبلی کے اسپیکر ڈاکٹر ستیہ پال کل حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ ان کی عمر انتقال کے وقت ۶۹ برس کی تھی۔ وہ متحدہ پنجاب کے زمانہ کے قدیم ترین کانگرسی رہنماؤں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

ڈاکٹر صاحب کے انتقال کی وجہ سے کل مشرقی پنجاب کے تمام سرکاری دفاتر اور سیکرٹریٹ کے دفتر بند رہے ڈاکٹر صاحب پچھلے دو برس سے پنجاب اسمبلی کے سپیکر کے عہدے پر فائز تھے۔ وہ متعدد بار صوبہ کانگرس کے صدر منتخب ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۱۹ء کے مارشل لاء کے زمانہ میں جلیانوالہ میں مشہور جلسہ کی صدارت کی تھی۔

صوبہ پرستی کے بعد فرقہ بندی

مولانا عبدالمجید سالک

مشرقی پاکستان میں متحدہ محاذ کے لیڈروں نے انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے ہر حربہ آزمایا انہوں نے صرف مسلم لیگ ہی خلاف ہنگامہ آرائی نہیں کی۔ بلکہ بنگالیوں کے جذبۂ صوبہ پرستی کو ابھارنے کے لئے انہیں مغربی پاکستان سے نفرت بھی دلائی۔ چنانچہ اس قسم کے اشتعال نے باشندگان بنگال کو لیگ کا اور مغربی پاکستان کا اور مرکزی حکومت کا مخالف بنا دیا۔ اور انہوں نے ہر قومی مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر ووٹ دیئے عام حالات میں شاید نور الامین کی مسلم لیگی وزارت کی شکست سے لوگوں کو خوشی ہوتی لیکن چونکہ اس شکست کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی ہے۔ یعنی اس سے پاکستان کے دونوں حصوں کے درمیان دوری اور کشیدگی بڑھ گئی ہے۔ اس لئے وہ خوشی نابود ہو گئی۔ اور آج مغربی پاکستان میں جا بجا متحدہ محاذ کے بنگالی لیڈروں کی صوبہ پرستی اور بنگلہ نوازی کے چرچے ہو رہے ہیں۔ یہ لیڈر اس صورت حالات کی سنگینی کو محسوس کر رہے ہیں۔ اور اس کی اصلاح کے لئے متردد ہیں۔

لیکن اسی سلسلہ میں پچھلے دنوں لاہور کے ایک اخبار میں ایک خبر پڑھکر مجھے بے حد تشویش ہوئی اس خبر کا مفاد یہ تھا کہ اس صورت حالات کو درست کرنے کے لئے مسٹر حسین شہید سہروردی عنقریب عوامی لیگ۔ احراری اور آزاد پاکستان پارٹی کے کارکنوں کی ایک کنونشن طلب کریں گے۔ جس میں احراریوں کی طرف سے مسٹر سہروردی سے سوال کیا جائے گا کہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ان کا کیا خیال ہے۔ اور مسٹر سہروردی اس مسئلہ میں احراریوں کی تائید کرینگے مقصد یہ ہے کہ حکومت پاکستان اور مسلم لیگ کی مخالف جماعتوں کو جمع کر کے یہاں بھی ایک متحدہ محاذ بنایا جائے اور عوام کو ساتھ ملانے کے لئے مرزائیوں کے خلاف ہنگامہ آرائی بنیاد ڈال دی جائے۔ سنا ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو اس کنونشن کی صدارت کے لئے کہا جائے گا۔

اگر اس اطلاع میں کوئی صداقت ہے۔ تو ہر امن پسند۔ نیک نیت پاکستانی کو چاہیئے کہ ان حضرات کی کوشش کو ناکام بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔ میں مسٹر سہروردی کا مخالف نہیں ہوں۔ بلکہ پرانا مداح ہوں۔ اگر وہ خالص سیاسی بنیادوں پر کام کر کے اپنی جماعت کو طاقتور بنائیں۔ اور ملک کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو جائیں۔ تو مجھے بے حد حقیقتاً بیحد خوشی ہوگی۔ لیکن اگر وہ مشرقی پاکستان میں صوبہ پرستی کے جذبات کو مشتعل کر کے کامیابی حاصل کرتے ہیں اور مغربی پاکستان میں مذہبی فرقہ پرستی کی آگ بھڑکا کر اپنا مقصد حاصل کرنے کے درپے ہیں۔ تو مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ سیاست میں بدمذاقی پھیلا کر پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ میرا پختہ عقیدہ ہے کہ پاکستان کی آزادی اور سالمیت کو صوبہ پرستی اور فرقہ پرستی کے سوا دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اگر ان دونوں آفتوں کو جلد سے جلد نابود کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو پاکستان کا خدا حافظ ہے

آجکل ہمارا ملک صرف صوبہ پرستی کی کارستانیوں کی وجہ سے انتہائی پیچیدگیوں کا شکار ہو رہا ہے۔ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ان حالات کا انجام کیا ہوگا۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ ملک کے دردمند لوگ اس مصیبت کا مداوا سوچیں اور مشرقی پاکستان اور مرکز کے درمیان بہتر تعلقات پیدا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔ لیکن بعض بیدرد لوگ صوبہ پرستی کو ناکافی سمجھکر اب فرقہ پرستی کے فتنے کو ہوا دینا چاہتے ہیں جس نے پچھلے سال پنجاب کی خوبصورت سرزمین کو خونِ بے گناہی سے لالہ زار بنا دیا تھا۔

یہ صحیح ہے کہ پنجاب کے عام مسلمان اپنی جہالت کی وجہ سے بیحد ذکی الحس واقع ہوئے ہیں۔ اور مذہبی قسم کے سیاست بازوں کے جال میں نہایت آسانی سے پھنس جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیاست بازوں کو یہ صوبہ اپنی فصل کے لئے نہایت زرخیز معلوم ہوتا ہے لیکن حسین شہید سہروردی سے مجھے ہرگز توقع نہ تھی کہ وہ اپنے علم و فضل۔ اپنے تجربے اپنی سیاسی سمجھ بوجھ اور معاملہ فہمی کے احساس کے باوجود اتنے چھوٹے ہتھیاروں پر اتر آئیں گے۔ خدا کرے یہ خبر غلط ہو اور سہروردی صاحب کے متعلق میرا حسن ظن (جس کو بلاشبہ انتخابات کے زمانے میں کافی صدمہ پہنچ چکا ہے) بڑی حد تک حق بجانب ثابت ہو۔

متحدہ محاذ کے لیڈر اگر مغربی پاکستان میں . . . . متحدہ محاذ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تو شوق سے کریں۔ چشم ما روشن دلِ ما شاد، جمہوریت کا دور ہے۔ ایک سے زیادہ سیاسی پارٹیاں یقیناً بننی چاہئیں۔ لیکن سہروردی صاحب خوب جانتے ہیں کہ صرف وہی سیاسی جماعت پائیدار ہو سکتی ہے۔ جس کے پاس ایک مقبول اور دلعزیز پروگرام ہو اور جس کا مقصد ملت کی اقتصادی فلاح و بہبود ہو عارضی اور ہنگامی جذبات کو برانگیختہ کر کے (خصوصاً جبکہ وہ جذبات بالکل غلط مفروضات پر مبنی ہوں۔ اور عوام کو تعمیر سے ہٹا کر تخریب پر آمادہ کریں) جو جماعت بنائی جائے گی۔ وہ چند روز تو اپنا کرشمہ لمن الملک دکھا سکتی ہے۔ لیکن پائیدار نہیں رہ سکتی اور نہ ملک و ملت کے لئے کوئی مفید کام کر سکتی ہے میں اپنے قدیم دوست مسٹر سہروردی سے اپیل کروں گا کہ اب وہ اپنی تمامتر توجہ پاکستان کے دونوں حصوں کے درمیان محبت و اخوت کو بڑھانے میں صرف کریں یہ بہت مبارک بات ہے۔ کہ مسٹر سہروردی باشندگان کراچی کی گزارش پر ڈھاکہ چلے گئے ہیں۔ تاکہ وہاں مغربی پاکستان کے رہنے والوں کی تشویشات کو دور کریں۔ اور کارخانوں کے افسوسناک حوادث پر غور کر کے اصلاح حالات میں کوشاں ہوں۔ ان جیسے آزمودہ کار محب وطن کی شان کے شایاں یہی کام ہے نہ کہ مرزائیوں کے خلاف عوام کے جذبات کو برانگیختہ کر کے یا ان کو فریب دے کر اپنا سیاسی الّو سیدھا کرنا۔ اس قسم کے پست طریقے انہیں دوسروں کے لئے چھوڑ دینے چاہئیں۔ یہ ان کی شان کے لائق نہیں ہیں۔

مشرقی پاکستان میں صوبہ پرستی کے جذبات حد سے زیادہ مشتعل کر دیئے گئے۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ اب اگر مغربی پاکستان میں فرقہ پرستی کی آگ بھڑکا دی گئی تو اس کا کچھ نتیجہ ہم سال گذشتہ میں دیکھ چکے ہیں۔ کچھ آئندہ دیکھ لیں گے۔ آزاد پاکستان پارٹی عوامی مسلم لیگ احراری کارکن۔ سب ہماری آنکھ کے تارے ہیں۔ سب پاکستانی ہیں۔ سب اپنے اپنے خیال کے مطابق پاکستان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں کسی کو ان کے طور طریقوں سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ میری گذارش تو صرف یہ ہے کہ صوبہ پرستی اور فرقہ بندی سے اس طرح بچو جس طرح وہم موم لوگ جذبات سے بچکر چلتے ہیں۔ جو افراد اور جو جماعتیں اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے ان فتنوں سے کام لیں گی۔ وہ پاکستان کو ناقابل معافی نقصان پہنچائیں گی۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ اپریل ۱۹۵۲ء)

مشرقی پنجاب اور دوسرے طے شدہ علاقوں کے مہاجرین کے مطالبوں پر سب سے پہلے غور کیا جائے گا

کراچی ۲۰ اپریل۔ مسٹر شعیب قریشی وزیر بحالیات پاکستان نے ایک پریس کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت پاکستان نے طے شدہ اور غیر طے شدہ علاقوں کا فرق مٹانے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ اس سے مشرقی پنجاب اور دوسرے طے شدہ علاقوں کے مہاجرین متاثر نہیں ہوں گے۔

آپ نے کہا کہ مشرقی پنجاب اور دوسرے طے شدہ علاقوں کے مہاجرین کے مطالبات پر سب سے پہلے غور کیا جائے گا۔ کیونکہ ان لوگوں کو مار دھاڑ یا تشدد کی دھمکیوں کی وجہ سے اپنے آباؤ اجداد کے گھر بار چھوڑنے پڑے ہیں آپ نے کہا کہ طے شدہ اور غیر طے شدہ علاقوں کا امتیاز ختم ہونے سے کھوکھراپار کے راستے مغربی پاکستان آنے والے مہاجرین کی تعداد میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس وقت جو مہاجرین کھوکھراپار کے راستے پاکستان آ رہے ہیں۔ انہیں الاٹمنٹوں کے سلسلے میں کسی ترجیح حاصل کرنے کی توقع نہیں ہو سکتی۔ آپ نے کہا کہ الاٹمنٹوں میں ان لوگوں کو ترجیح نہیں دی جائے گی۔ جو زیادہ زمینیں یا جائدادیں چھوڑ آئے ہیں۔ بلکہ ترجیح ایسے لوگوں کو دی جائے گی جو مار دھاڑ یا مار دھاڑ کی دھمکیوں سے متاثر ہو کر پاکستان آئے ہیں۔ اور ایسے لوگ تو مشرقی پنجاب یا طے شدہ علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ طے شدہ علاقوں کے موروثی کاشتکاروں کو نکال کر غیر طے شدہ علاقوں کے کاشتکاروں کو زمینیں نہیں دی جائیں گی۔ آپ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ امتیاز ختم ہو جانے سے پاکستان آنے والے مہاجرین کی تعداد میں اضافہ ہونے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔ پاکستان میں صرف وہی لوگ داخل ہو سکتے ہیں جو باقاعدہ طور پر پاسپورٹ حاصل کریں اور ویزا کرائیں۔ صرف کھوکھراپار کا راستہ ایسا ہے۔ جہاں سے ویزا اور پاسپورٹ کے بغیر مہاجرین آ سکتے ہیں۔ لیکن کھوکھراپار کے راستے آنیوالے مہاجرین کی تعداد میں بہت کچھ اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ حکومت نے متروکہ جائیدادوں کو نیم مستقل بنیاد پر الاٹ کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کا نفاذ کسی گذشتہ تاریخ سے ہوگا۔ جس کا غور و خوض کے بعد اعلان کیا جائے گا۔ جو مہاجرین اس تاریخ کے بعد پاکستان آئے ہوں گے۔ یا جو آ رہے ہیں۔ انہیں نیم مستقل یا مستقل بنیادوں پر الاٹمنٹوں کے حقوق نہیں مل سکتے۔

آپ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ کراچی کی شہری متروکہ غیر منقولہ جائیداد کو جمع کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد قطعی الاٹمنٹیں کی جائیں گی۔ جن لوگوں کو مکانات کی تعمیر کے لئے قطعات الاٹ کر دیئے گئے تھے۔ اگر وہ مکانات کی تعمیر میں قاصر رہے ہوں گے۔ تو ان کی الاٹمنٹیں منسوخ کر دی جائیں گی۔ آپ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ منقولہ جائیدادوں کے بارہ میں ایک اور بین المملکتی کانفرنس منعقد ہوگی۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۲